مسئلۂ جنّ

طبع ثانی

ادارہ طلوع القرآن ۱۱۰-این سمن آباد لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلۂ جنّ

جنوں کا عوامی تصوّر

• واضح رہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں جن نامی کسی مخلوق کا وجود تسلیم نہیں کیا جاتا! البتہ پسماندہ ممالک خصوصًا پاک و ہند میں یہ مانا گیا ہے کہ ایک نہ دکھائی دینے والی مخلوق ہمارے اردگرد موجود ہے جسکی خوراک ہڈیاں کوئلے لید اور گوبر ہے۔ جب کوئی نوجوان لڑکی اُبلے باورچی خانہ میں مٹی یا پیشاب کرنے کی تیاری کر رہی ہوتی ہے تو اُس وقت تو وہ لوگ اُسے منع نہیں کرتے کہ بی بی! یہ ہمارا باورچی خانہ ہے مگر جب وہ مٹی پیشاب کر دیتی ہے تو نتیجہ ان میں سے کوئی جن اُسے چمٹ جاتا ہے۔ وہ دھڑام سے گر پڑتی ہے اور اوٹ پٹانگ باتیں کرنا شروع کر دیتی ہے پھر یہ ہوتا ہے کہ جن نکالنے والے مولوی اور پیر صاحبان کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں مگر جب وہ حضرات اُس لڑکی کو فرماتے ہیں تو عوامی تصور یہ ہے کہ اُس وقت اُن سے وہ لڑکی نہیں بول رہی ہوتی، بلکہ اُس کی بجائے کوئی بوٹے خاں، لیکھ رام یا پرتاب سنگھ نامی جن بول رہا ہوتا ہے۔ جب پیر صاحب اُسے کہتے ہیں تو اس لڑکی کو چھوڑ کر چلا جا۔ تو وہ یہ شرط پیش کرتا ہے کہ اس لڑکی کی شادی جب تک فلاں نوجوان سے نہ کر دو گے میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا۔

• ایسی بیوقوف مخلوق جب کوئی انسان اُن کے باورچی خانے میں پیشاب کرنے لگتا ہے تو اُس وقت تو اُسے منع نہیں کرتے۔ اور جب کر لیتا ہے تو اُسے چمٹ جاتے ہیں۔ معاذ اللہ استغفر اللہ! کیا یہ حماقت کی انتہا نہیں؟

پھر یہ کہ :-

• بعض پیر حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن کے قبضہ میں جن ہے۔ اور چونکہ عوامی تصور کے مطابق جنوں کو غیب دان مانا گیا ہے۔ اسلئے جن پر قابض پیر صاحب ہر جمعرات کو اپنے مقبوضہ جن کو اپنے اندر حاضر کرتے ہیں اور سادہ لوح جاہل عوام کو غیب کی خبریں بتانے کا روبار شروع کر دیتے ہیں کہ چوری کرنے والی خود تمہاری بہو ہے۔ اگر کوئی آدمی لمبا بیمار ہو تو اُسے بتاتے ہیں کہ تجھے تیری ہونے والی ساس نے کچا مسان کھلا دیا ہے یا تیری چچی یا تائی نے تجھے تعویذ ڈالے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر مشہور یہ ہے کہ :-

• جنوں میں یہ طاقت ہے کہ لاہور میں بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا کر کشمیر کے شالامار باغ سے سیب توڑ کر لا دیتے ہیں۔ چشم زدن میں لاہور سے کراچی اور کراچی سے لندن پہنچ جاتے ہیں۔ پھر یہ کہ وہ شکلیں بدل لیتے ہیں۔ جن سے آدمی آدمی سے گھوڑا اور گھوڑے سے مکھی مچھر بن کر اُڑ جاتے ہیں۔

جنوں کے مسئلہ کا دو لفظی جواب یہ ہے

• قرآن مجید میں ایسے بیوقوف غیب دان۔ نوجوان لڑکے لڑکیوں کو چمٹ جانیوالے، ہاتھ بڑھا کر کشمیر سے سیب توڑ سکنے والے اور شکلیں بدلنے والے جنوں کا مطلقًا کوئی ذکر موجود نہیں۔ قرآن مجید کی رُو سے مسئلہ جن کی حقیقت تو آگے چل کر اپنے مقام پر نمایاں کی جائیگی۔ کہ جن انسانوں سے الگ کوئی مخلوق موجود نہیں ہے۔ سب سے پہلے جنوں سے متعلقہ مذکورہ بالا عوامی تصور کا ابطال ضروری ہے۔

جن حضرت سلیمانؑ کے ہاں کام کرتے تھے

• سورۂ سبا میں مذکور ہے :- وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ

وَمِنْهُمْ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ[1] وَتَمَاثِيلَ[2] وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۳۴/۱۲-۱۳ = اور جنوں میں سے اُس (سلیمانؑ) کے آگے (اس کے رب کے قانون کے مطابق کام کرتے تھے) اور ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم کی نافرمانی کرتا یعنی جو بغاوت پھیلاتا۔ اُسے ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھاتے۔ وہ اُس (سلیمانؑ) کیلئے جو وہ چاہتا تھا بناتے تھے۔ جنگی اوزار، جنگی نقشے اور فوجی ضرورت کیلئے تالابوں جتنے بڑے بڑے پانی کے ٹینک اور فوجوں کا کھانا پکانے کے لئے اتنی بڑی بڑی دیگیں جو ایک ہی جگہ پڑی رہتی تھیں۔

● [1] محاریب جمع ہے محراب کی۔ یہ مادہ ح۔ ر۔ ب (حرب) سے ہے بمعنی جنگ۔ اور محراب بروزن مفعال اسم بمعنی جنگ کے اوزار ہے۔ اس سے آگے یہ لفظ محراب فوجی عمارتوں یعنی قلعوں اور سرحدی چوکیوں کے علاوہ ہر شاندار عمارت، محلوں، دیوانخانوں اور مسجدوں کیلئے بھی استعمال ہونے لگا۔ لفظ محراب فی الحقیقت مادہ حرب سے اسم آلہ ہے بمعنی جنگی اوزار۔

● [2] تماثیل کا معنی یہاں پر مُجسّمے نہیں بلکہ کلام کے سیاق و سباق کے مطابق جنگی نقشے ہے۔

جن نہ غیر مرئی ہیں کہ فوراً غائب ہو جائیں یا وہ شکلیں بدل کر مکھی مچھر بنکر غائب ہو سکتے ہیں

● مذکورہ جنوں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ان میں سے جو کوئی سرکشی کرتا یعنی جو بغاوت پھیلاتا اُسے دردناک عذاب کا مزہ چکھایا جاتا۔ سورہ صٓ میں اس عذاب کی یہ تفصیل بتائی گئی ہے:۔ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۳۸/۳۸ = اور ان میں سے دوسرے یعنی سرکش اور باغی جن زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جن نہ فوراً غائب ہو سکتے ہیں اور نہ شکل بدل سکتے ہیں۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ اگر جن مذکورہ بالا اوصاف کے حامل ہوں تو کسطرح زنجیروں میں جکڑے رہ سکتے تھے ورنہ فوراً غائب ہو جاتے اور یا مکھی مچھر بنکر زنجیروں میں سے نکل جاتے۔

جن غیب دان بھی نہیں

● سورہ سبا ہی میں آیا ہے کہ:۔ جب حضرت سلیمانؑ فوت ہو گئے تو آپ کی وفات کی خبر کو سیاسی ضروریات کے مطابق کچھ عرصہ کیلئے پوشیدہ رکھا گیا تو جب ان جنوں کو آنحضرتؑ کی وفات کی خبر ہوئی زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنوں کے متعلق ارشاد ہوا ہے:۔ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ ۳۴/۱۴ = اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو رُسوا کُن عذاب میں نہ رہتے۔ یعنی حضرت سلیمانؑ کی اچانک وفات کی بدولت جب ابھی حکومت کی گرفت ڈھیلی تھی تو قیدی جنوں کے ساتھی مُلک کے سرکش عناصر کے ساتھ مل کر بغاوت کرا دیتے اور اپنے ساتھیوں کو آزاد کرا لیتے۔ بس:۔

ایک لمحۂ فکریہ

● مندرجہ بالا قرآنی دلائلِ قاطعہ کے مطابق جب ثابت ہو چکا کہ جن نہ غیر مرئی ہیں۔ نہ شکلیں بدل سکتے ہیں اور نہ ہی وہ غیب دان ہیں تو جنوں کو قرآنی فیصلے کے خلاف غیب دان ظاہر کر کے اپنی دکانداریوں کو چمکانے والوں اور ان کے دامِ فریب کا شکار ہونیوالوں کیلئے لازم ہے کہ کم از کم ایک لمحہ بھر کے لئے ہی غور و فکر کی زحمت گوارا فرمائیں کہ جنوں کے متعلق غیر مرئی، غیب دان اور لاہور سے ہاتھ بڑھا کر کشمیر کے باغ سے سیب توڑ لانے کا تصور کس آسمان سے ٹپک پڑا ہے؟

لفظ جن کی لغوی تحقیق

● برادرانِ عزیز! یہاں تک تو جنوں کے متعلق عوامی نظریات کو قرآن کریم کی روشنی میں چھان

پھٹک کر سرتا پا غلط اور محض توہمات کا پلندہ ثابت کیا گیا ہے۔ اب اس عنوان پر سیر حاصل علمی بحث شروع کی جاتی ہے جس سے کھل کر عیاں ہو جائیگا کہ جن، انسانوں ہی کے اندر موجود ہیں الگ موہومہ اور مزعومہ جنوں کا تو وجود تک اس کرۂ ارض پر موجود نہیں۔ جو مخلوق نوعِ آدم سے پہلے لُو کی آگ سے پیدا کی گئی تھی وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۔ ۵/۲ وہ ختم ہو چکی۔ نوعِ آدم اُس کی خلف ہے اور وہ اسکی سلف تھی۔

● واضح رہے کہ لفظ جن کا سہ حرفی مادہ ہے ج۔ن۔ن = جنن۔ اس مادہ کا بنیادی معنی ہے چھپا لینا۔ اس مادہ کے ان بنیادی معنوں کے لحاظ سے پوشیدہ ہونے یا چھپ جانیوالی چیزوں پر اسی مادہ کے مشتقات بولے جاتے ہیں مثلاً جیسے سورۂ انعام میں آیا ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ ۷۶/۶ = جب رات نے اُسے چھپا لیا۔ اس پر اندھیرا کر دیا۔

جُنَّةٌ ● ۵۸/۱۶ میں اسی مادہ جنن سے لفظ جُنَّةً آیا ہے جس کا معنی ہے ڈھال۔ ڈھال کا کام ہے چھپا لینا۔ یعنی جسم کے جس حصے پر تلوار کی ضرب پڑ رہی ہو ڈھال اُسے چھپا کر دشمن کے وار سے بچا لیتی ہے۔

جَنَّةٌ ● لفظ جنت بھی اسی مادہ جنن سے مشتق ہے۔ عربی زبان میں عام باغ کو حدیقہ کہا جاتا ہے۔ مگر جنت اُس باغ کو کہتے ہیں جس کی زمین یا تو سبزے کیساتھ ڈھکی ہوئی ہو۔ اور یا اُسکے درخت اتنے گھنے ہوں کہ اُس کی ساری زمین درختوں کے سائے میں ڈھک جائے۔

مَجْنُوْنٌ ● لفظ مجنون بھی اسی مادہ جنن سے ہے، مجنون کہتے ہیں پاگل کو جس کے شعور کو کسی دماغی بیماری نے چھپا لیا ہو، ڈھانپ لیا ہو۔ قرآن مجید میں یہ لفظ ۱۵/۶ + ۲۶/۲۷ میں آیا ہے۔

جَنِيْنٌ ● کسی بھی بچے جننے والی مادہ کا بچہ جب تک کہ وہ ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہوتا ہے یعنی چھپا ہوا ہوتا ہے، اُس وقت تک اُسے جنین کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں جمع کے صیغے میں بایں الفاظ آیا ہے۔

● هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۳۲/۵۳ = وہ اللہ تمہاری اُس حالت کو بھی جانتا ہے جب تمہیں اُس نے زمین سے پیدا کیا اور اُس حالت کو بھی جانتا ہے کہ جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بصورتِ جنین پوشیدہ ہوتے ہو۔ لفظ اَجِنَّۃ بھی اسی مادہ جنن سے مشتق ہے۔

جَآنٌّ ● سانپ جس کی عموماً حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتا ہے، چھپ جاتا ہے اُسے بھی اسی مادہ جنن سے جانٌّ کہتے ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں سورۂ نمل اور قصص میں عصائے موسیٰ کیلئے بطور تشبیہ آیا ہے:۔ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ۱۰/۲۷ + ۳۱/۲۸۔

دیہات کے رہنے والے جن ● جسطرح سانپ کی اس صورت کی رُو سے کہ وہ ظاہر ہوتا اور چھپ جاتا ہے، اُسے جَآنٌّ کہا جاتا ہے اسیطرح عربوں کے ہاں دیہاتیوں کو بھی اسی مادہ جنن سے لفظ جن کیساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ چونکہ صحرائی اور بدوی لوگوں کی حالت بھی یہ تھی کہ وہ شہروں میں گاہے گاہے دکھائی دیتے تھے اور سودا سلف خرید کر غائب ہو جاتے تھے۔ زمانۂ نزولِ قرآن میں موجودہ زمانے جیسے ذرائع رسل و رسائل موجود نہ تھے کہ دیہاتی لوگ روزانہ شہروں میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ کبھی کبھار آتے اور چلے جاتے تھے۔ ظاہر ہوتے اور چھپ جاتے تھے۔ یعنی شہر میں آئے تو ظاہر ہو گئے، چلے گئے تو پوشیدہ ہو

گئے۔ اِسلئے اُنہیں بھی اِسی مادہ جِنن سے جِنّ کہا جاتا ہے۔ یہودی جِنّوں یعنی یہودی دیہاتیوں کے متعلق سُورہ احقاف میں آیا ہے:۔

● وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ ۴۶/۲۹ = اور وہ وقت قابلِ ذکر ہے جب اے رسُولؐ! ہم آپ کے پاس جِنّوں کی ایک جماعت کو پھیر کر لائے کہ وہ قرآن سُنتے تھے۔

● فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ ۴۶/۲۹ = پھر جب وہ حاضر ہُوئے تو آپس میں ایکدوسرے کو کہا کہ خاموشی کیساتھ سُنو۔

● فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ○ = پھر جب درسِ قرآن ختم ہوگیا تو وہ اپنی قوم کیطرف چلے گئے اور وہ انہیں تبلیغ کرنے لگے۔

● قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ ۴۶/۳۰ اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بیشک ہمنے ایک کتاب سُنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہُوئی ہے، جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اور سچے اور سیدھے راستے کیطرف راہنمائی کرتی ہے۔

یہودی جِنّ

● آیاتِ بالا سے صراحتاً عیاں ہے کہ یہ لوگ یہودی بدوی (دیہاتی) تھے۔ جنہوں نے آنحضور خاتم النبیینؐ سلامٌ علیہ سے قرآنِ کریم سُنا اور اپنی قوم میں جاکر اُنہیں یہ کہا کہ حضرت موسیٰؑ کی کتاب میں جس کتاب کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے وہ نازل ہو چکی ہے۔ دیکھئے! اِن دیہاتی یہودیوں کو بھی اِسلئے جِنّ کہا گیا ہے کہ وہ شہروں میں آتے اور چلے جاتے تھے۔ یعنی ظاہر ہوتے اور چھپ جاتے تھے۔ وہ یہودی اِنسان ہی تھے، کیونکہ حضرتِ موسیٰؑ انسانوں کے نبیؑ رسُولؑ تھے۔ آپ کسی غیر انسانی مخلوق کے رسولؑ ہرگز نہیں تھے۔

حضرت سلیمانؑ کے ہاں کام کرنیوالے غیر ملکی ماہرین جِنّ

● اسیطرح اِس مضمون کے صفحہ ۳ پر حضرت سلیمانؑ کے ہاں کام کرنیوالے جِن جنّوں کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے، وہ بھی نہ غیر مرئی (نہ دکھائی دینے والی) مخلوق تھی۔ نہ وہ غیب دان تھے نہ شکلیں بدلکر اور مکھی مچھر بنکر زنجیروں میں سے نکل جانیوالے تھے اور نہ ہی ہاتھ بڑھا کر کشمیر کے شالامار باغ سے سیب توڑ لانیوالے تھے۔ ان میں سے سرکش اور باغی جنّوں کو حضرت سلیمانؑ نے زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ واضح رہے کہ انہیں بھی جِنّ اسلئے کہا گیا ہے کہ وہ غیر ملکی ماہرین تھے، جو اپنے بادشاہ کی اجازت (پرمٹ) کے ساتھ حکومتِ سلیمانی میں آتے تھے۔ شرط یہ تھی کہ وہ حکومتِ سلیمانی میں سرکشی اور بغاوت نہیں پھیلائیں گے۔ اب چونکہ وہ لوگ جب آتے تو ظاہر ہوتے اور جب چلے جاتے تو غائب ہو جاتے، چھپ جاتے تھے۔ اِس لئے اُنہیں بھی ۴۶/۲۹ میں مذکور بدوی اور صحرائی یہودیوں کی طرح جِنّ کہا گیا ہے۔ وہ حضرت سلیمانؑ کے لئے جنگی اوزار، نقشے، تالابوں جتنے بڑے بڑے پانی کے ٹینک اور ایک ہی جگہ پر پڑی رہنے والی بڑی بڑی دیگیں بنانیوالے غیر ملکی ماہر تھے ۳۴/۱۲-۱۳۔

کیا آگ کی مخلوق دکھائی نہیں دیتی؟

العجب! العجب! العجب!

● یہ ایک عجیب وغریب نظریہ چل رہا ہے، جسے صرف عوامی نظریہ ہی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ چیز علمی اور دینی حلقوں میں بھی یکساں مسلّم ہے کہ مٹی سے بنے ہوئے اِنسان تو دکھائی دیتے ہیں، مگر آگ سے بنی ہوئی مخلوق جِن دکھائی نہیں دیتے۔ العجب! ثم العجب! انہم